مولای صل وسلم دائما ابدا　　**درسِ حدیث**　　علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

اسلام نے قوانین یونانیوں رُومیوں اور ایرانیوں سے نہیں لیے

سیاسی معاملات انبیاء انجام دیتے تھے۔ صرف اسلام مستند مذہب ہے

یہود و نصاریٰ کا اعتراف کہ وہ مستحقِ غضب و لعنت ہیں

حضرت سلمان فارسیؓ کا اسلام لانا ۔ ''چڑھاوے'' کے کھانے سے انکار

''اِرہاص'' اور ''معجزہ'' میں فرق

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 50 سائیڈ B 16-08-1985)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار ﷺ کے صحابہ کرام کی فضیلت کا بیان ہو رہا تھا۔ اس میں حضرت سلمان فارسیؓ کا اسم گرامی بھی آتا ہے۔ وہ رہنے والے تو تھے ''رَامَ ھُرمُز'' کے۔ یہ رام ہرمز ایران میں کوئی جگہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دین اور آخرت کی طلب دِل میں ڈال دی، اس کی وجہ سے یہ ہر طرف گئے۔ مذہبی تعلیم عیسائیوں سے حاصل کی، صحیح چیزیں معلوم کرنے کی کوشش کی۔ اُس زمانے میں کچھ لوگ ہوتے تھے جو صحیح چیزیں بتلا دیتے تھے۔

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ ورقہ ابن نَوفَل جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ابن عم تھے یعنی

چچازاد بھائی تھے، دادھیالی رشتہ تھا۔ایک وہ اور ایک حضرت زید۔ یہ زید جو ہیں یہ حضرت سعیدؓ کے والد ہیں۔ حضرت سعیدؓ جو ہیں یہ عشرہ مبشرہ میں ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی ہیں۔جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو مسلمان ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں بڑا تنگ کرتے تھے باندھ کے بھی ڈال دیا، لوہے سے باندھ دیا، بہن بھی پھر مسلمان ہوگئیں تو حضرت سعیدؓ کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ جن دس حضرات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے ضمانت دی ہے، اُن میں سے ایک یہ بھی ہیں تو حضرت سعیدؓ کے والد تھے زید۔

حضرت زید اور ورقہ حق کی تلاش میں :

زید اور ورقہ دونوں دین کی طلب میں باہر گئے، اُس طرف کہ جہاں کے لوگ اہل کتاب معروف تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد میں آئے ہیں اور آخری نبی جو بنتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پہلے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تھے تو بالکل آخر میں جو نبی آئے ہیں اُن کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے معلومات حاصل کرنے کے لیے یہ گئے ہیں۔

مستحقِ لعنت یہودیوں کا اعتراف :

تو ایک جگہ پہنچے زید تو یہودیوں کے پادریوں سے ملے تو اُنہوں نے کہا کہ ہاں ہمارے مذہب میں داخل ہوجاؤ لیکن تھوڑا سا خدا کی ''لعنت'' کا حصہ لینا پڑے گا۔ ہمارے مذہب میں یہ بات ہے، خدا کی لعنت جو ہے وہ حصہ میں آئے گی اور لعنت کا مطلب ہے رحمت سے دُوری۔ معلوم ہوا اُس وقت ایسی صورت تھی کہ کچھ کچھ صحیح بیان کردیتے تھے۔اُنہوں نے کہا مَاافِرُّ اِلَّا مِنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ میں خدا کی رحمت کی دُوری سے ہی تو ڈر رہا ہوں۔ اسی لیے تو یہاں سفر کرکے آیا ہوں تو میں خود اپنی مرضی سے یہ بات مان لوں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو یہودی کہنے لگے پھر تم اور دوسرے مذہب والوں کے پاس جاؤ عیسائیوں کے پاس۔

مستحقِ غضب عیسائیوں کا اعتراف :

وہاں پہنچے اُن کے پادریوں نے علماء نے عبادت گزار لوگوں نے مذہبی تعلیم دی اور یہ ذکر آیا کہ ہمارے مذہب میں داخل تو ہوجاؤ گے لیکن خدا کا ''غضب'' تھوڑا سا تمہارے حصے میں آئے گا۔انہوں نے کہا یہ تو ہو ہی

نہیں سکتا کہ میں خود گوارا کرلوں خود راضی ہو جاؤں غضب الٰہی کے لیے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے میں تو بھاگ ہی رہا ہوں اور غضب الٰہی سے ہی تو ڈر رہا ہوں اور اِس کو ہی مان لیا جائے کہ تھوڑا سا حصہ میں آ جائے، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں تو نہیں یہ کرسکتا۔ تو اُس یہودی نے بھی کہا تھا کہ سوائے اِس کے کہ تم دین ابراہیم پر ہو جاؤ باقی ہمارے دین میں داخل ہوگے تو یہ تو ہونا ہے۔ اِس نے بھی یہی کہا دین ابراہیم میں چلے جاؤ۔ وہ نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ (یہودیت اور عیسائیت دونوں دینوں سے) پہلا دین ہے اُن کے عقائد پر بس تم رہو قائم، ہمارے میں سے اگر کسی کا عقیدہ لوگے تو پھر یہی ہے ایک نے کہا ''لعنت'' ایک نے کہا ''غضب'' ملے گا۔

چور کی ڈاڑھی میں تنکا :

اور بات ایسی لگتی ہے کہ یہ لوگ جب اپنی مذہبی کتابوں میں تحریف کررہے تھے، ردّ و بدل کررہے تھے تو اِن کی سمجھ میں یہ آیا کہ اِس پر خدا کا غضب تو آئے گا، خدا کی لعنت تو آئے گی، جو اِن کے مذہب میں آرہا ہے اُسے پہلے ہی کہہ دیتے تھے کہ یہ لازم آئے گا کیونکہ کیا ایسا کام تھا کہ اپنے قرآن میں جو اُن کے لیے قرآن کے درجہ میں تھی ''توراۃ'' اور اہل نصاریٰ نے اپنے قرآن میں یعنی ''انجیل'' میں خود ردّ و بدل کرلیا تھا تبدیلی کرلی۔ وہ جانتے تھے کہ ایسی حرکت ہم نے کی ہے، دین میں خیانت کی ہے۔ اب جس کے یہ عقیدے ہو جائیں گے وہ گناہ سے بچ نہیں سکتا۔ تو وہ صاف صاف کہتے تھے اور قرآن پاک میں بھی یہ بات آرہی ہے وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً پہلے ہی پارہ میں ہے نصف کے قریب کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ہرگز آگ نہیں چھوسکتی ہاں چند دن کے لیے آگ ہمیں مس کرے گی۔ اور کہنے لگے کہ تم پھر یہ کہو کہ تم دین ابراہیم پر ہو مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا یعنی حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے۔ اور وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شرک بھی نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ یہ زید وہاں سے واپس آئے تو واپسی میں کہنے لگے خداوند کریم تو جانتا ہے تو گواہ رہیو کہ میں نے دین کی جستجو میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ اُس زمانے میں بارہ تیرہ سو میل یا پندرہ سو میل کا تقریباً سفر کرکے وہ دُور پہنچے تو تھوڑا سفر نہیں تھا۔ اُس زمانے کے لحاظ سے یہ بڑا مشکل کٹھن کام تھا۔ انہوں نے آخرت کی طلب کے لیے یہ کام کیا۔

حضرت زید کا چڑھاوے کے کھانے سے انکار :

بس پھر آ گئے اور پھر یہ کہا کرتے تھے قریش سے کہ دین ابراہیم پر میرے سوا معلوم ہوتا ہے تم میں سے

کوئی نہیں رہا اور جو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے، وہ یہ نہیں کھاتے تھے۔

نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد نبی گناہ سے بچا رہتا ہے :

ایک دفعہ کسی کے ہاں جناب رسول اللہ ﷺ اور یہ جمع ہوئے ہیں کھانے پر۔ وہاں رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ انہوں نے چڑھاوے کے کھانے سے انکار کیا اُس وقت تک وحی کا زمانہ نہیں شروع ہوا تھا۔ نبوت کے دَور سے پہلے کی بات ہے۔ نبی کا بچ جانا یہ تو ہے ہی، یہ تو قدرتی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کو تو بچا کر ہی رکھتا ہے نبوت سے پہلے بھی اور نبوت کے بعد بھی۔

اِرہاص اور معجزہ میں فرق :

اور نبی سے جو معجزات نبوت سے پہلے صادر ہوتے تھے، اُن کو ''اِرْھَاصْ'' کہتے ہیں۔ انبیاء کرام سے بچپن سے لے کر نبوت کے ملنے تک ''اِرہاصات'' صادر ہوتے رہتے تھے معجزات نہیں۔ معجزات کا مطلب تو یہ ہے کہ دُوسرے کو پیغام پہنچا کر پھر بتایا جائے کہ اس قسم کی بات جو میں کہہ رہا ہوں کوئی نہیں کہہ سکتا جو میں کر رہا ہوں کوئی نہیں کر سکتا، یہ معجزہ ہے یا خدا نے مجھے جو قدرت دی ہے یہ قدرت مجھے ہی دی ہے اور یہ قدرت حق کو دی ہے باطل کو نہیں دی، تو اس طرح کی چیزیں اگر ہوں تو یہ معجزہ ہے۔ اس سے پہلے یہ بات ہوتی ہی نہیں نبی کی، دعویٰ ہی نہیں ہوتا نبوت کا، دعوت بھی نہیں ہوتی ہاں اِرہاصات نبی سے صادر ہوتی رہتی ہیں جنہیں لوگ دیکھتے ہیں اور اس کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں میں اِن کی اہمیت جم جاتی ہے کہ یہ خاص شخصیت ہے۔ تو حضرت زید نے آکر یہ کہا کہ خداوندِ کریم تو جانتا ہے اور میں نے کوشش میں کوئی کمی نہیں کی میں دینِ حنیف پر ہوں میں دین ابراہیم پر ہوں۔ قریش سے کہتے تھے کہ تم دین ابراہیم سے ہٹ گئے صرف میں رہ گیا ہوں۔ انہیں منع کرتے تھے کہ بتوں کے نام پر ذبح نہ کرواگر وہ ذبح کرتے تھے اور انہیں مدعو کرتے تو یہ کھاتے نہیں تھے۔ تو اُس مجلس میں بھی جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، اُنہوں نے پوچھا کہ یہ کیسا گوشت ہے، یہ بتوں کے نام پر ذبح کیا ہوا تو نہیں ہے میں نہیں کھاؤں گا اِسے۔ یہ رسول اللہ ﷺ نے اُس زمانے میں دیکھا تھا مگر جب نبوت کا دَور آیا ہے تو حضرت زید وفات پا گئے۔ لیکن جناب رسول اللہ ﷺ نے اِن کی تعریف فرمائی۔ اِن کو آپ نے خواب میں دیکھا ہے سفید لباس میں۔ اسی طرح ورقہ ابن نوفل کی بھی تعریف کی۔ یہ دونوں ہدایت پر تھے اور نجات اِن کی ہوئی ہے اللہ کے یہاں۔

آپ ﷺ کی مجلس میں حاضری کے وقت حضرت سلمان ؓ کی عمر ڈھائی سو سال تھی :

تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان سے بھی بہت بڑے ہیں کیونکہ جب وہ مدینہ منورہ میں پہنچے ہیں تو اِن کی عمر تقریباً ڈھائی سو سال تھی۔ وہ دین حق کی طلب اور جستجو میں سفر کر رہے تھے کہ پھنس گئے۔ پتہ تو آسمانی کتابوں سے یہی چلتا رہا ہے کہ آخری نبی عرب میں ہوں گے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ ہجرت کرنا اور نشانیاں اتنی زیادہ ہیں کہ قرآن پاک میں یہ علی الاعلان کہا گیا کہ اَلَّذِیْنَ آتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآئَهُمْ جنہیں ہم نے کتاب دے رکھی ہے جو اہل کتاب ہیں وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے خدا کے نبی ہونے کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بیٹے کا بیٹا ہونا پہچانتا ہو، تو سب سے قریبی رشتہ باپ بیٹے کا اولاد اور باپ کا، تو وہ جس طرح سے جانتا ہے اس طرح دوسرے بھی نہیں جانتے۔ تو اتنا اچھی طرح پہچانتے تھے لیکن اِس کے باوجود قرآن پاک میں فرمایا گیا وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ان میں سے ایک ایسا طبقہ ہے جو جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے تو حضرت سلمان ؓ کو پتا چلا ہوگا کہ آخری نبی آنے والے ہیں، اس لیے وہ عربوں کی طرف جا رہے تھے لیکن اُس وقت تو عربوں کے رسم و رواج اور زندگی گزارنے کے طور طریقے بالکل عجیب تھے۔ جاہلیت کا دور جسے کہا جاتا ہے جس میں کوئی فرض شناسی نہیں کوئی بری بات بھی بری نہیں، تو وہ یہ کرتے تھے کہ کسی کو بھی پکڑ لیا اور جا کر بیچ دیا کہ یہ میرا غلام ہے میں بیچ رہا ہوں تو وہ خرید لیتا تھا پھر وہ غلام سے کام لیتا تھا نوکروں والا کام ذلت کے ساتھ، نوکری تو ہوتی ہی ہے ''اِجارہ'' جسے کہتے ہیں عربی میں، اُجرت پر کام کرنا۔ لیکن غلام، غلام کے ساتھ تو ذِلت کے ساتھ سلوک کیا جاتا تھا۔ کپڑے بھی اُسے ایسے ہی کھانا بھی اُسے ایسے ہی رہنا سہنا بھی کوئی پرواہ نہیں۔ تو حضرت سلمان ؓ کا یہ ہوا کہ یہ زبردستی غلام بنا لیے گئے اور پھنس گئے پھر دوسرے نے پھر تیسرے نے، ہوتے ہوتے یہ دس سے بھی زیادہ لوگوں کے غلام رہے۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تو اُس وقت جس (یہودی) کے یہ غلام تھے اُس نے یہ کہا اگر یہ کردو گے یہ کردو گے تو میں تمہیں آزاد کردوں گا۔ اپنی قیمت دے دو وغیرہ وغیرہ، ایسی کڑی چیزیں اِن سے کہیں۔

نبی علیہ السلام کا غلاموں کے ساتھ حسن سلوک :

جو شرائط لگائیں اُس نے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کردیں۔ اُس کے بعد یہ آزاد ہو گئے اور انہوں نے اسلام فوراً ہی قبول کرلیا۔ یہ تو تھے ہی حق کی تلاش میں اور عمر کا بہت بڑا حصہ گزر چکا تھا۔

ڈھائی سو سال کے قریب اِسی طلب میں ۔تو یہ اسلام میں داخل ہو گئے اور پھر یہ جناب رسول اللہ ﷺ کے مقرب تر حضرات میں تھے۔

خندق کا مشورہ :

اِنہوں نے غزوۂ خندق میں یہ مشورہ دیا تھا کہ خندق کھود لیں اور ہمارے ہاں (ایران میں) جو جنگ ہوتی ہے تو اُس میں دُشمن کے مقابلے کے لیے بچاؤ کے لیے ایسے کر لیا جاتا ہے کہ خندق کھود لیتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے یہ رائے پسند فرمائی اور خندق کھودی ،غزوہ خندق جو کہلاتا ہے۔تو بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دَور میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی ہے تو آقائے نامدار ﷺ کے یہ صحابی جو ہیں یہ بھی کوفہ میں رہتے تھے،تو اِن کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ'' صَاحِبُ الْکِتَابَیْنِ '' ہیں،دونوں کتابیں اِن کے پاس ہیں یعنی توراۃ اور انجیل دونوں کی معلومات اِن کو ہیں۔ یہ بھی تمہارے پاس کوفہ ہی میں رہتے ہیں،کوفہ کی فضیلت میں آئے گا۔

اسلام کی خصوصیت مستند مذہب :

تو اللہ تعالیٰ نے بہت سے صحابہ کرام کو بہت بڑا درجہ دیا۔اُن میں سے ان حضرات کے نام خاص طور پر حدیثوں میں آگئے،اِن کے علاوہ اور بھی ہزاروں ہیں اُن کے حالات بھی ہیں، نام بھی ہیں۔اور یہ صرف اسلام کی خصوصیت ہے باقی کسی اور مذہب میں مذہب کے بانی کے ساتھیوں کے حالات اول درجہ میں پیروکار لوگوں کے حالات (معتبر) تاریخ کے انداز میں یہ کہیں بھی نہیں ہیں۔صرف ایک اسلام ہی ایسا مذہب ہے کہ جس کی سند جس کا سلسلہ مذہب لانے والے تک بالکل صاف پہنچتا ہے اور جو تعلیم وہ لائے وہ آج تک محفوظ ہے۔ یہ اسلام کے سوا باقی کسی کو خصوصیت حاصل نہیں ہے سب کی تعلیمات مٹ چکی ہیں پتا ہی نہیں چلتا ہے کون تھا کون نہیں تھا، کیا نام تھا کیا کرتے تھے، کب پیدا ہوئے۔مگر اسلام میں سب کچھ لکھا ہوا ہے جب لکھنا شروع ہوا ہے تو پھر لکھی گئی تاریخ کے انداز میں اور یہ سب سے پہلے اسلام نے کیا ہے کام۔

ایک اعتراض کا جواب :

اس پر کچھ حضرات کہتے تھے کہ جو اسلام کے قوانین ہیں یہ مسلمانوں نے یونانیوں سے ،رُومیوں سے

ایرانیوں سے لیے ہیں، جبکہ یہ بات غلط ہے صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اسلام کے اپنے الگ ہی قانون ہیں۔ ہاں یہ بات ہوسکتی ہے کہ یہ سلسلہ چلا تھا انبیاء کرامؑ سے اصل میں۔ کیونکہ یورپ میں مادی ترقی تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے شروع ہوئی ہے اور ان سے بہت پہلے تو فرعون موجود تھا، مصر ترقی کرتا بہت زیادہ۔ وہاں احرام مصر ہیں عمارتیں ہیں اور اس سے بھی پہلے قوم نمرود تھی وہ ترقی پر تھی۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دَور تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جد اعلیٰ ہیں اور یہ مصر کی نہر سویز جو ہے یہ بھی بہت پرانی ہے یہ بھی اُس وقت کی کھودی ہوئی ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے كَانَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ یہ انبیاء کرام بنی اسرائیل کے سیاسی نظام کو دُرست رکھتے تھے۔ تو سیاست انبیاء کرام کے ہاتھ میں رہی، اس لحاظ سے سارے نبیوں کی تعلیم آپس میں پھر مل جاتی ہے، ایک ہو جاتی ہے۔

اور قانون کا منبع اور مأخذ جو ہے وہ انبیاء کرامؑ بنتے ہیں یہ قومیں نہیں ہیں ہاں چھوٹے موٹے (شعبہ جاتی اور علاقائی) قوانین جو ہیں یہ بنائے جاسکتے ہیں مثلاً ٹریفک کے قوانین ہیں، سپاہی کا کھڑا ہونا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ چیزیں حسب ضرورت بنائی جاسکتی ہیں۔ ضرورت ہو تو سپاہی کھڑا ہو جاتا ہے، ضرورت نہ رہے تو سپاہی بھی کھڑا نہیں ہوتا۔ شہروں میں کھڑا ہوتا ہے دیہات میں نہیں کھڑا ہوتا۔ کسی قوم کو قوانین کا منبع نہیں ٹھہرایا جاسکتا کہ فلاں فلاں قوم ہے یا فلاں جگہ سے لیا ہے، بلکہ اِس کا منبع اصل میں انبیاء کرام ہی ہیں انہوں نے ہی یہ قانون وغیرہ سکھائے جیسے صنعت وغیرہ بھی انہوں ہی نے سکھائی۔ لوہے کی صنعت ہے لکڑی کا کاروبار ہے اُس سے کام لینا ہے، لکھنا ہے، حساب ہے۔ یہ ساری چیزیں انبیاء کرام کی سکھائی ہوئی ہیں، بتلائی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذریعہ بنایا ہے انسانوں کی انسانیت میں ترقی کا۔ تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے خندق کھودنے کا مشورہ دینے سے یہ بات نہیں نکالی جاسکتی ہے کہ اسلام نے ساری ترقی جو کی ہے وہ قیصر و کسریٰ سے لے کر کی ہے، یہ بات غلط ہے، یورپ سے یہ گھڑی ہوئی جھوٹی باتیں آتی ہیں اور لوگ متأثر ہو جاتے ہیں (ناواقفیت کی وجہ سے) مگر حقیقت اس کے سواء ہے۔ یہ صحابہ کرام کا ذکر تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعا.................